

# صحابہ کے متعلق

(ایک تحقیقی جائزہ)

مؤلف

ڈاکٹر محمد تیجانی سماوی

ترجمہ

نشر احکام دین لکچری

# صحابہ کے متعلق

(ایک تحقیقی جائزہ)

مؤلف

ڈاکٹر محمد تیجانی سماوی

ترجمہ

نشر احکام الدین لکچری

# صحابہ شیعوں کی نظر میں

جب ہم غیر جانب دار ہو کر صحابہ کے موضوع پر بحث کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ شیعہ انہیں وہی حیثیت دیتے ہیں جو قرآن و حدیث اور عقل دیتی ہے وہ سب کو کافر نہیں کہتے ہیں جیسا کہ غالی کہتے ہیں اور نہ ہی تمام صحابہ کو عادل تسلیم کرتے ہیں جیسا کہ اہل سنت والجماعت کا مسلک ہے۔

اس سلسلہ میں امام شرف الدین موسوی فرماتے ہیں۔ جس نے صحابہ کے تعلق سنجیدگی سے ہمارے نظریہ کا مطالعہ کیا وہ اس بات کو سمجھ گیا کہ یہی معتدل راستہ ہے۔ کیونکہ ہم اس سلسلہ میں نہ تو غالیوں کی طرح تفریط کے شکار ہیں کیونکہ وہ تمام صحابہ کو کافر کہتے ہیں اور نہ ہی جمہور (سنیوں) کی طرح افراط کا شکار ہیں جو کہ تمام صحابہ کو معتبر و موثق کہتے ہیں بے شک کاملیہ اور غلو میں ان کا شریک تمام صحابہ کو کافر کہتا ہے اور اہل سنت ہر اس مسلمان کو عادل کہتے ہیں جس نے نبیؐ کو دیکھا یا ان سے کچھ سنا ہے۔

اگرچہ صرف صحبت ہمارے نزدیک بہت بڑی فضیلت ہے لیکن صحبت بغیر کسی قید و شرط کے معصوم عن الخطا نہیں ہے۔ اس اعتبار سے صحابہ بھی ایسے ہی ہیں جیسے دیگر افراد ان میں عادل بھی ہیں سربراہان بھی ہیں اور علما بھی ہیں چنانچہ ان ہی میں باغی بھی ہیں جرائم پیشہ بھی ہیں منافقین بھی ہیں اور جاہل بھی ہیں پس ہم ان میں سے عادلوں کو تسلیم کرتے ہیں اور دنیا و آخرت میں ان سے محبت کرتے ہیں۔

لیکن نبیؐ کے وصی اور علیؑ سے بغاوت کرنے والے اور دیگر جرائم پیشہ کی جیسے ہند کے بیٹے ابن زرقا، ابن عقبہ اور ارطاحہ کے خلف ناسلف ہیں۔ پس ان کی کوئی عزت نہیں ہے اور نہ ان کی حدیث کا کوئی وزن ہے اور جن کے حالات معلوم نہیں ہیں ان کے سلسلہ میں حالات معلوم ہونے تک توقف کریں گے۔

صحابہ کے سلسلہ میں یہ ہے ہمارا نظریہ اور قرآن و حدیث بھی ہمارے اس نظریہ کی



تائید کر رہی ہیں جیسا کہ اصول فقہ میں مفصل طور پر یہ بحث موجود ہے لیکن مبہور نے صحابہ کی تقدیس میں اتنابالغہ سے کام لیا کہ میاں رومی سے نکل گئے اور اس سلسلہ میں ہر ضعیف و جعلی حدیث سے استدلال کرنے لگے اور ہر اس مسلمان شخص کی اقتداء کرنے لگے جس نے نبیؐ سے کچھ سنا ہو یا آپؐ کو دیکھا ہو۔ بالکل اندھی تقلید اور جن لوگوں نے اس غلو کی مخالفت کی اس پر انھوں نے سب و شتم کی بوچھاڑ کی۔

وہ ہمیں اس وقت بہت برا بھلا کہتے ہیں جب ہم دینی حقائق کی تحقیق اور نبیؐ کے صمیم آثار کی تلاش میں واجب شرعی پر عمل کرتے ہوئے مبہول الحال صحابہ کی بیان کردہ حدیث کو رد کر دیتے ہیں۔

ان ہی باتوں کی بنا پر وہ ہم سے بدگمان ہیں چنانچہ جہالت و نادانی کی بنا پر وہ ہم پر ریک قسم کی ہمتیں لگاتے ہیں، اگر وہ عقل سے کام لیتے اور قواعد علم کی طرف رجوع کرتے تو انہیں معلوم ہو جاتا کہ صحابہ کی عدالت والے مقولہ پر کوئی دلیل نہیں ہے اگر وہ (اہل سنت) قرآن میں غور و فکر کریں گے تو معلوم ہو گا کہ منافق صحابہ کے ذکر سے قرآن بھرا پڑا ہے۔ اس کے لئے سورہ احزاب و توبہ کا مطالعہ کافی ہے ....

جامعہ عین الشمس، قاہرہ کے شعبہ عربی ادب کے پروفیسر ڈاکٹر حامد حنفی داؤد کہتے ہیں، لیکن شیعہ صحابہ کو بھی ایسا ہی سمجھتے ہیں جیسے عام افراد ہیں، ان (صحابہ) کے اور قیامت تک پیدا ہونے والے انسانوں کے درمیان کسی فرق و تفصیلت کے قائل نہیں ہیں۔

اصل میں وہ (شیعہ) صرف عدل کو ہی مانہ سمجھتے ہیں چنانچہ اسی سے صحابہ کے افعال کو ناپتے ہیں اور اسی طرح صحابہ کے بعد آنے والوں کے افعال کو بھی اسی کسوٹی پر کستے ہیں اور مہر صحبت، کوئی تفصیلت نہیں ہے مگر یہ کہ کوئی انسان تفصیلت کا اہل ہو اور اس کے اندر رسالتِ نبویؐ کے پاس ٹھہرنے کی استعداد ہو، صحابہ میں سے معصوم بھی ہیں جیسے وہ اثمہ ہیں جو کہ رسولؐ کی صحبت سے فیضیاب ہوئے ہیں مثلاً علیؑ اور ان کے فرزند، ان میں ایسے عادل بھی ہیں جنہوں نے رسولؐ کی وفات کے بعد علیؑ کی صحبت اختیار کی۔

ان میں ایسے مجتہد بھی ہیں جو مصیب ہیں۔ ان میں ایسے بھی ہیں جن کا اجتہاد غلط ہے۔

ان میں فاسق بھی ہیں، زندق بھی ہیں جو کہ فاسقوں سے بھی گئے گزرے ہیں اور زندق ہی کے دائرہ میں منافق اور وہ لوگ داخل ہیں جو کہ صرف ظاہری طور پر خدا کی عبادت کرتے تھے، جیسا کہ ان میں وہ کفار بھی ہیں جنہوں نے نفاق کے بعد توبہ نہیں کی ہے اور وہ بھی ہیں جو اسلام لانے کے بعد مرتد ہو گئے تھے۔

شیر۔ جو کہ اہل قبلہ میں سے بڑا گروہ ہے۔ تمام مسلمانوں کو ایک ترازو میں تولتے ہیں اس سلسلہ میں ان کے یہاں صحابی، تابعین اور متاخرین کا امتیاز نہیں ہے اور ہر صحبت انہیں معصوم نہیں بنا سکتی ہے اور نہ اعتقادی مسائل انہیں کبھی سے بچا سکتے ہیں اور اسی مستحکم بنیاد کی وجہ سے انہوں نے اپنے کے لئے۔ اجتہاد سے۔ صحابہ پر تنقید کرنا اور ان کی عدالت کی تحقیق کو مباح سمجھ لیا ہے۔ جیسا کہ وہ ان صحابہ پر سب و شتم کرنے کو بھی مباح سمجھتے ہیں۔ جنہوں نے صحبت کے شرائط کو پس پشت ڈال دیا تھا اور آلِ محمدؐ کی محبت کو چھوڑ دیا تھا۔

اور کیوں نہ ہو، جبکہ رسولِ اعظمؐ نے فرمایا ہے،

”انی تارک فیکم ملان تمسکتہم بہما لن تفلوا کتاب اللہ و عمرتی آلِ ہتی و انہما لن یفترقا حتی یرداعلی الخوض فانظر کیف تخلفونی فیہما“

”میں تمہارے درمیان کتابِ خدا اور اپنے اہل بیتؑ کو چھوڑے جا رہا ہوں جب تک تم ان دونوں سے وابستہ رہو گے ہر گز گمراہ نہ ہو گے اور یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض (کوثر) پر وارد ہوں گے دیکھو: میرے بعد تم ان دونوں کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہو؟“

یہ اور اس جیسی دوسری حدیثوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اکثر صحابہ نے آلِ محمدؐ پر ظلم ڈھائے اور ان پر منروں سے لعنت کرنے کی بنا پر اس حدیث کی مخالفت کی تو ان مخالفوں کو صحبت سے کیا شرف حاصل ہوا اور انہیں کیسے عدالت سے متصف کیا جاسکتا ہے؟!

صحابہ کی عدالت کی نفی کے سلسلہ میں یہ ہے شیعوں کے نظریہ کا خلاصہ درحقیقت یہ وہ علمی اور واقعی اسباب ہیں جن پر شیعوں کے حج کے بنیاد استوار ہے۔

پہلی ڈاکٹر حامد حفنی ڈاؤد دوسری جگہ اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ صحابہ پر تنقید



کرنا اور ان میں عیب نکالنا صرف شیعوں کی بدعت نہیں ہے کیونکہ زمانہ قدیم میں اس بدعت کے لئے معتزلہ نے بھی اعتقادی مسائل میں وہی چیز بیان کی ہے جو کہ شیعہ بیان کرتے ہیں اور انہوں نے اسی پر استغناء نہیں کیا ہے کہ عام صحابہ پر تنقید کرتے ہیں بلکہ اپنے خلفاء پر بھی تنقید کی ہے اور جب انہوں نے تنقید کی تھی تو اس وقت ان میں صحابہ کے موافق بھی تھے اور مخالف بھی تھے۔

یہ مسئلہ صحابہ پر تنقید فقط صاحبانِ علم سے مخصوص ہے اور اس راستہ کو ان شیعہ علمائے اور ان کے سربراہان اور وہ افراد نے طے کیا ہے جو کہ محبتِ آلِ محمدؐ میں سخت تھے۔

میں پہلے بھی اس بات کی طرف اشارہ کر چکا ہوں کہ معتزلہ کے علمائے کلام اور بزرگ افراد نے پہلی صدی سے ہی علمائے شیعہ کی فکر کو اختیار کیا ہے۔ اس بنا پر صحابہ پر تنقید کرنا شیعیانِ آلِ محمدؐ کی ایجاد ہے لیکن وہ تشیع کی ایجاد ہے خود تشیع و شیعیت نہیں ہے جیسا کہ شیعیانِ آلِ محمدؐ اپنے عقائد کی بحرِ علمی سے پہچانے جاتے تھے اور یہ شہرت اس لئے تھی کہ انہوں نے درِ اہل بیتؑ سے علم حاصل کیا تھا اور یہ وہ معین و اصل مصدر ہے جس سے اسلامی ثقافت صدرِ اسلام سے آج تک فیض حاصل کر رہی ہے یہ تھا ڈاکٹر حامد داؤد کا نظریہ۔

میرا نظریہ تو یہ ہے کہ ہر حقیقت کے تلاشی انسان کو نقد و تبصرہ سے کام لینا پڑے گا درحقیقت کا ادراک نہیں کر سکے گا بالکل اسی طرح جیسے اہل سنت والجماعت نے صحابہ کی عدالت کے سلسلے میں مبالغہ کیا اور ان کے حالات کی تحقیق نہ کی لہذا آج تک حق سے نا آشنا ہیں۔

## صحابہ اہل سنت والجماعت کی نظر میں

اہل سنت والجماعت صحابہ کی تقدیس و طہارت میں مبالغہ کرتے ہیں اور بلا استثنیٰ سب کو عادل کہتے ہیں اور اس طرح وہ عقل و نقل کے دائرہ سے نکل گئے ہیں چنانچہ وہ ہر اس شخص کی نہایت کرتے ہیں جو کسی صحابی پر تنقید کرتا ہے یا کسی صحابی کو غیر عادل کہتا ہے اس سلسلہ میں تمہارے سامنے ان کے کچھ اقوال پیش کرتا ہوں تاکہ آپ کو یہ معلوم ہو جائے کہ وہ معاذِ حق قرآن اور نبیؐ کی صحیح سنت اور عقل و ضمیر سے ثابت شدہ چیزوں سے کتنی دور ہیں۔

شرح مسلم میں امام نووی تحریر فرماتے ہیں: بے شک صحابہ رضی اللہ عنہم سب برگزیدہ اور ائمت کے سردار ہیں اور اپنے بعد والوں میں سب سے افضل ہیں۔ سب عادل ہیں ایسے پیشوا ہیں جن میں کھوٹ نہیں ہے۔ ہاں بعد والوں میں کھوٹ پایا جاتا ہے اور ان کے بعد والے تو بالکل بھوسی چوکر ہیں۔ (صحیح مسلم جلد ۸ ص ۲۲)

یحییٰ ابن معین کہتے ہیں: جو شخص عثمان یا طلحہ یا رسولؐ کے کسی بھی صحابی پر لعنت کرتا ہے وہ دجال ہے اور اس کا کوئی عمل مقبول نہ ہوگا اور اس پر اللہ ملائکہ اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ (التہذیب ج ۱ ص ۵۰۹)

ذہبی کہتے ہیں: کسی بھی صحابی کو برا بھلا کہنا بڑا گناہ ہے پس جو شخص ان میں خانی نکالتا ہے یا ان پر لعنت کرتا ہے وہ دین سے خارج اور ملت اسلامیہ سے جدا ہے۔ (کتاب المہاجر للذہبی ص ۲۲۳/۲۲۵)

قاسم البویعلیٰ سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جو کہ ابو بکر پر لعنت کرتا تھا انھوں نے کہا ایسا شخص کافر ہے، کہا گیا اس پر ناز پڑھنی چاہیے؟ کہا نہیں۔ لوگوں نے کہا پس اس کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہیے۔ جبکہ وہ اللہ کی وحدانیت کا اقرار کرتا تھا؟ قاسم نے کہا اسے اپنے ہاتھوں سے چھوٹا بھی نہیں بلکہ لکڑی سے ڈھل کر دفن کر دو۔

احمد ابن حنبل کہتے ہیں: نبیؐ کے بعد ابو بکر اور ان کے بعد عمرؓ اور ابن خطابؓ کے بعد عثمانؓ اور ابن عفانؓ کے بعد علیؓ ائمت میں سب سے افضل ہیں اور یہی خلفائے راشدین ہیں اور ان چار کے بعد رسولؐ کے باقی صحابہ تمام لوگوں سے افضل ہیں۔ ان میں سے کسی ایک کی بڑائی کرنا جائز نہیں ہے اور نہ ہی ان میں نقص و عیب نکالنا جائز ہے پس اگر کوئی شخص اس فعل کا مرتکب ہوتا ہے تو اس کو سزا دینا واجب ہے۔ اسے معاف نہیں کیا جاسکتا۔ بلکہ اسے سزا دی جائے گی اور توبہ کرنے کے لئے کہا جائے گا اگر توبہ کر لیا تو معفو کر دیا جائے گا اور اگر توبہ نہ کرے تو دوبارہ سزا دی جائے گی اور عمر قید کر دیا جائے یہاں تک کہ وہ قید ہی میں مر جائے یا توبہ کرے۔

شیخ علاء الدین طرابلسی حنفی کہتے ہیں: جو شخص اصحاب نبیؐ میں سے ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ، معاویہؓ یا عمرو بن العاصؓ پر سب و شتم کرتا ہے اور انھیں گمراہ و کافر کہتا ہے تو قتل کیا جائے گا اور اگر



صرف بُرا بھلا کہتا ہے تو اسے عبرت ناک سزا دی جائے گی۔

ڈاکٹر حامد حنفی داؤد اختصار کے ساتھ اہل سنت والجماعت کے چند اقوال نقل کرتے ہیں چنانچہ کہتے ہیں کہ: اہل سنت والجماعت تمام صحابہ کو عادل سمجھتے ہیں اور وہ سب عدالت میں شریک ہیں اگرچہ درجات و مراتب میں مختلف ہیں، جو شخص کسی صحابی کی طرف کفر کی نسبت دیتا ہے وہ کافر ہے اور اگر کوئی کسی صحابی کی طرف فسق کی نسبت دیتا ہے تو وہ فاسق ہے اور جس نے کسی صحابی پر اعتراض کیا گویا اس نے رسول پر اعتراض کیا۔

اور اہل سنت کے بڑے بڑے علما کا نظریہ ہے کہ حضرت علیؑ اور معاویہؓ کے درمیان رد ونا ہونے والے حالات کا تجزیہ و تحقیق کرنا جائز نہیں ہے۔

بے شک صحابہ میں سے جس نے اجتہاد کیا اور واقعہ تکد سائی حاصل کی وہ علیؑ اور ان کے پیروکار ہیں اور معاویہؓ و عائشہؓ سے اور ان کے ماننے والوں سے خطائے اجتہادی ہوئی ہے۔ اور یہ لازمی امر ہے۔ اہل سنت کی نظر میں۔ جہاں خطائے اجتہادی ہو وہاں خاموشی اختیار کرنا چاہیے۔ اور بڑیوں کو نہیں بیان کرنا چاہیے۔ اہل سنت معاویہؓ پر بھی اس لئے سب و شتم کرنے سے منع کرتے ہیں کہ وہ صحابی تھا اور عائشہؓ کو بُرا کہنے والے کی شدت سے مخالفت کرتے ہیں اور کہتے ہیں عائشہ خدیجہ کے بعد دوسری اُم المومنین اور رسولؐ کی جہتی ہیں۔

اس کے علاوہ کہتے ہیں کہ ایسے معاملات کی تحقیق کرنا سزاوار نہیں ہے بلکہ انہیں خدا کی طرف لوٹا دینا چاہیے۔ اس سلسلہ میں حسن بصریؒ اور سعید ابن مسیبؒ کہتے ہیں ان امور سے خدائے ہمارے ہاتھوں کو محفوظ رکھا ہے تو ہمیں اپنی زبانوں کو پاک رکھنا چاہیے۔

یہ تھا صحابہ کی عدالت کے متعلق اہل سنت کی راتوں کا خلاصہ۔ (کتاب الصحابہ فی نظر

الشیخ الامامیہ ص ۸-۹)

جو شخص تفصیلی طور پر صحابہ کی معرفت حاصل کرنا چاہتا ہے اور یہ جاننا چاہتا ہے کہ اہل سنت والجماعت کی نظر میں اس اصطلاح کے کیا معنی ہیں۔ تو تحقیق سے معلوم ہوگا کہ اہل سنت والجماعت یہ با شرف لقب و علامت ہر اس شخص کو دیتے ہیں جس نے نبیؐ کو دیکھا ہو۔

نماری کہتے ہیں: جو سچی نبیؐ کے ساتھ رہا یا مسلمانوں میں سے کسی نے انہیں دیکھا تو وہ رسولؐ کا



احمد ابن حنبلہ کہتے ہیں: بدری صحابی کے بعد سب سے افضل وہ شخص ہے جو ایک سال یا ایک ماہ یا ایک روز رسولؐ کی صحبت و خدمت میں رہا یا جس نے رسولؐ کو دیکھا ہو اس کو اس کی تناسب سے صحابی کہا جائے گا جتنی اسے صحبت نصیب ہوئی ہوگی۔ (الکفایۃ ص ۵۱ و کتاب تلخیص فہم اہل الآثار)

ابن حجر کہتے ہیں: جس شخص نے بھی نبیؐ سے کوئی حدیث یا لفظ نقل کیا ہے وہ مؤمن ہے اور صحابی ہے اور جس شخص نے حالتِ ایمان میں نبیؐ سے ملاقات کی اور مسلمان مرا اور آپؐ کے پاس زیادہ عرصہ تک رہا ہو یا کم مدت آپؐ سے روایت کی ہو یا نہ کی ہو کسی جنگ میں شریک ہوا ہو یا نہ ہوا ہو کسی نے نبیؐ کو دیکھا ہو لیکن آپؐ کی خدمت و صحبت سے فیضیاب نہ ہوا ہو اور جس نے کسی رکاوٹ کی وجہ سے آپؐ کی زیارت نہ کی ہو وہ صحابی ہے۔ (کتاب الاماتبہ لابن حجر جلد ۱ ص ۱۰)

اکثر اہل سنت والجماعت کا یہی نظریہ ہے ہر اس شخص کو صحابی کہتے ہیں جس نے نبیؐ کو دیکھا ہو یا آپؐ کی حیات میں پیدا ہوا ہو خواہ وہ عقل و ادراک نہ رکھتا ہو جیسا کہ ان میں سے بعض نے محمد ابن ابی بکر کو بھی صحابی قرار دیا ہے۔ جبکہ وہ رسولؐ کی وفات کے وقت تین ماہ کے تھے۔

ابن سعد نے اپنی کتاب 'طبقات' میں صحابہ کو پانچ طبقوں میں تقسیم کیا ہے۔ اور صاحبِ سدرک حاکم نیشاپوری نے بارہ طبقوں میں تقسیم کیا ہے۔

پہلا طبقہ: وہ لوگ جو ہجرت سے قبل مکہ میں مسلمان ہو چکے تھے جیسے خلفائے راشدین۔

دوسرا طبقہ: جو لوگ دارالندۃ میں حاضر تھے۔

تیسرا طبقہ: جن لوگوں نے ملک حبشہ ہجرت کی تھی۔

چوتھا طبقہ: جو لوگ عقبہ اولیٰ میں حاضر تھے۔

پانچواں طبقہ: جو لوگ عقبہ ثانی میں حاضر تھے۔

چھٹا طبقہ: جن لوگوں نے رسولؐ کی ہجرت کے بعد مدینہ کی طرف ہجرت کی تھی۔

ساتواں طبقہ: جو لوگ جنگ بدر میں شریک ہوئے تھے۔

آٹھواں طبقہ: جن لوگوں نے صلح حدیبیہ سے پہلے اور جنگ بدر کے بعد ہجرت کی۔

نواں طبقہ: جو لوگ بیعتِ رضوان میں شریک تھے۔

دوسرا طبقہ: جن لوگوں نے فتح مکہ سے قبل اور صلح حدیبیہ کے بعد ہجرت کی جیسے خالد بن ولید وغیرہ ابن العاص وغیرہ۔

تیسرا ہواں طبقہ: جن لوگوں کو نبیؐ نے طلقاً (اُزار) کہا۔

بارہواں طبقہ: صحابہ کے وہ لڑکے بچے جو حیاتِ نبیؐ میں پیدا ہوئے جیسے محمد ابن ابی بکر وغیرہ۔

اہل سنت والجماعت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ تمام صحابہ عادل ہیں چنانچہ چاروں مذاہب تمام صحابہ کی روایات کو بغیر تردد کے قبول کرتے ہیں اور اس حدیث پر کسی بھی تنقید و اعتراض کو برداشت نہیں کرتے ہیں۔

جب کہ آپ کو ان (اہل سنت والجماعت) میں جرح و تعدیل کرنے والے افراد بھی ملیں گے جنہوں نے احادیث کی تحقیق اور مچھان بین کے سلسلہ میں محدثین اور رواۃ پر تنقید کرنا اپنے اوپر لازم کر لیا ہے۔ لیکن جب وہ کسی صحابی تک پہنچتے ہیں خواہ کسی بھی طبقہ سے تعلق رکھتا ہو، وفاتِ نبیؐ کے وقت اس کی عمر کچھ بھی نہ ہو تو فوراً توقف کرتے ہیں اور اس کی روایت پر کسی قسم کی تنقید نہیں کرتے خواہ وہ حدیث عقل و نقل کے خلاف اور شکوک سے بریز ہو۔ اہل سنت کہتے ہیں کہ صحابہ تنقید اور جسرح سے پاک ہیں وہ سب عادل ہیں!

قسم اپنی جان کی یہ تو زبردستی کی بات ہے جسے عقل نہیں قبول کرتی اور طبیعت پر گراں گزرتی ہے اور نہ ہی علم اس کو ثابت کرتا ہے۔ نہیں نہیں سمجھتا کہ آج کے ذہین نوجوان اس مضحکہ خیز بدعت کو قبول کریں گے۔

اس بات کو کوئی نہیں جانتا کہ اہل سنت والجماعت نے یہ عجیب و غریب اور روج اسلام سے الگ افکار کہاں سے لئے ہیں۔

اے کاشش میں جانتا، اے کاشش ان میں سے کوئی مجھے کتابِ خدا، سنتِ رسولؐ، منطقی دلیل کے ذریعہ صحابہ کی خیالی عدالت سمجھا دیتا!

لیکن ہم ان کی پوچ ریاؤں کا انحراف اور کجی سمجھ گئے ہیں، آنے والی فعل میں اس کی تشریح کریں گے۔ متفقین پر لازم ہے کہ وہ اپنی جگہ بعض ایسے اسرار سے پردہ ہٹائیں جو آج تک حُرّات و شجاعت کے دھنی کے محتاج چلے آ رہے ہیں۔



# صحابہ کی حیثیت

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ صحابہ انسان ہیں۔ غیر معصوم ہیں اور عام لوگوں کی طرح ان پر بھی وہی چیزیں واجب ہیں جو کہ تمام انسانوں پر واجب ہیں اور جو حقوق صحابہ کے ہیں وہی دیگر افراد کے ہیں۔ ہاں انہیں نبیؐ کی صحبت کا شرف حاصل ہے جبکہ انہوں نے صحبت کو محترم سمجھا ہو اور رکما حقہ اس کی رعایت کی ہو ورنہ دو گنا عذاب کے بھی مستحق قرار پائیں گے۔ کیونکہ خدا کے عدل کا تقاضا یہ ہے کہ دور والے کو اتنا عذاب نہ دیا جائے جتنا قریب والے کو دیا جانا چاہیے۔ کیونکہ دور والا ایسا نہیں ہے جیسا کہ وہ شخص جس نے بالمشافہ نبیؐ سے کوئی حدیث سنی ہے، نہایت محترم اور معجزات کا مشاہدہ کیا ہے اور خود نبیؐ کی تعلیمات سے مستفید ہوا ہے۔ چنانچہ نبیؐ کے بعد والے زمانہ میں زندگی گزارنے والوں نے نہ آپؐ کو دیکھا ہے اور نہ بالمشافہ کوئی بات آپؐ کی زبان مبارک سے سنی ہے۔

رسولؐ کے ساتھ رہنے والے اس صحابی پر جو کہ آپؐ کے ساتھ رہا لیکن اس کے دل میں ایمان داخل نہ ہوا زبردستی اسلام قبول کیا یا نبیؐ کی حیات میں تو صحابی متقی و پرہیزگار تھا لیکن آپؐ کی وفات کے بعد مرتد ہو گیا ایسے صحابی پر عقل و وجدان اس شخص کو تفصیل دیتا ہے جو کہ ہمارے زمانہ میں زندگی گزارتا ہے لیکن قرآن و حدیث اور ان دونوں کی تعلیمات کا احترام کرتا ہے۔

اور اسی چیز کو قرآن و حدیث اور عقل و ضمیر بھی صحیح قرار دیتے ہیں اور جو شخص قرآن و حدیث کا تقوڑا سا بھی علم رکھتا ہے وہ اس حقیقت میں قطعی شک نہیں کر سکتا اور نہ اس سے فرار کی راہ مل سکتی ہے۔

مثال کے طور پر خداوند عالم کا یہ قول ملاحظہ فرمائیں:

”يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ مِنْ يَأْتِ مَكُنْ بِغَا حِشَّةٍ مَبْنِيَّةٍ يَفَاعِفُ لَهَا الْعَذَابُ

ضَعُفَيْنِ كَانَ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا۔ (احزاب ۳۰)



”اے نبیؐ کی بیویوں جو بھی تم میں سے کھلی بُرائی کی مرتکب ہوگی اس

کا عذاب بھی دُھرا کر دیا جائے گا اور خدا کے لئے یہ بات بہت آسان ہے۔

پھر صحابہ میں وہ مومن بھی ہے جس نے اپنا ایمان کامل کیا۔ ان میں ضعیف الایمان بھی ہیں اور ان میں وہ بھی ہے جس کے قلب میں ایمان (کبھی) داخل نہ ہوا، ان میں متقی و پرہیزگار بھی ہے۔ ان میں مصلحت اندیش بھی ہے۔ ان میں بہت بڑا عادل بھی ہے اور ان میں بد بخت ترین ظالم بھی ہے، ان میں اہل حق مومن بھی ہیں، ان میں باغی فاسق بھی ہیں۔ ان میں باطل علمائے بھی ہیں۔ ان میں بدعت گرد جاہل بھی ہیں۔ ان میں مخلص بھی ہیں، ان میں منافقین، ناکثین، صادقین اور مرتدین بھی ہیں۔

جب قرآن مجید، حدیث نبیؐ اور تاریخ نے مذکورہ اقسام کو بیان کر دیا ہے اور کھلے لفظوں میں اس کی وضاحت کی ہے تو پھر اہل سنت کے اس قول کی کوئی حیثیت اور اعتبار نہیں رہ جاتا کہ تمام صحابہ عادل ہیں کیونکہ ان کا یہ قول قرآن و حدیث و نقل و تاریخ کے خلاف ہے۔ یہ محض تعصب ہے اور ایسی بات ہے جس پر کوئی دلیل نہیں ہے۔

ان امور کے سلسلہ میں ایک محقق کو اہل سنت و الجماعت کی عقل پر تعجب ہوگا جو کہ عقل و نقل اور تاریخ کی مخالفت کرتے ہیں۔

لیکن جب وہ اس عقیدہ۔ یعنی صحابہ کی تعظیم اور انہیں بُرائے کہا بلکہ عادل ماننے کے رسوم کے سلسلہ میں بنی اُنیہ کے کرموت اور ان کے اتباع میں بنی عباس کے کارناموں کو دیکھے گا تو اس کا سارا تعجب زائل ہو جائے گا اور اس بات میں قطعی شک نہیں کرے گا کہ انہوں نے صحابہ کے سلسلہ میں کسی بھی گفتگو کو اس لئے منع کیا ہے تاکہ ان کے افعال پر تنقید و تجزیہ کی نوبت ہی نہ آئے کہ جنکے ارتکاب سے انہوں نے اسلام کے دامن کو اور نبیؐ اسلام اور ملت اسلامیہ کے دامن کو داغدار کیا ہے۔ کیونکہ ابو سعید، معاویہ، یزید، عمر و ابن العاص، مروان ابن حکم مغیرہ ابن شعبہ اور ہر ابنِ اطراف سب ہی صحابی ہیں، یہ مومنین کے امیر و حاکم بھی رہ چکے ہیں تو وہ کیسے صحابہ کے حالات کی چھان بین کو منع نہ کرتے اور ان کی عدالت و فضیلت کے لئے کیسے معمولی حدیث نہ گھڑتے اور ہر اس وقت ان کے افعال و کردار پر تنقید کرنے کی کس میں ہمت تھی۔

اور اگر کسی مسلمان نے ایسا کر دیا تو اسے کافر و زندیق قرار دیا اور اس کے قتل اور بے گورو کفن چھوڑ دینے کا فتویٰ دیدیا۔ ظاہر ہے اس مسلمان کو لکڑی سے ڈھکیل کر ہی دفن کیا جاتا تھا جیسا کہ بیان ہو چکا ہے۔ اور جب وہ شیعوں کو قتل کرنا چاہتے تھے تو ان پر صحابہ کو بُرا بھلا کہنے کی ہمت لگا دیتے تھے اور پھر صحابہ پر تنقید و بھرہ ہی کو وہ سب و شتم کہتے تھے اور یہ چیز قتل اور عبرت ناک سزا کے لئے کافی ہوتی تھی ظلم کی انتہا ہو گئی تھی اگر کوئی شخص حدیث کا مفہوم پوچھ لیتا تھا تو وہی اسکی موت کے لئے کافی ہو جاتا جیسا کہ خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ میں روایت کی ہے ہارون رشید کے سامنے ابوہریرہ کی بیان کردہ یہ حدیث نقل کی گئی کہ موسیٰ نے آدم سے ملاقات کی اور ان سے کہا: آپ ہی وہ آدم ہیں جس نے ہمیں جنت سے نکلوا دیا؟ یہ جملہ سکر مجلس میں موجود ایک قرشی نے کہا: موسیٰ نے آدم سے کہاں ملاقات کی تھی؟ یہ سکر ہارون رشید کو غصہ آ گیا اور اس قرشی کے قتل کا حکم دیدیا، اور کہا زندیق رسول کی حدیث پر اعتراض کرتا ہے۔ (تاریخ بغداد ج ۱۴ ص ۷)

ظاہر ہے حدیث کا مفہوم پوچھنے والا کوئی با حیثیت آدمی تھا کیونکہ رشید کی مجلس میں موجود تھا اور اس بات پر اس کی گردن اڑادی گئی کہ اس نے وہ جگہ دریافت کر لی تھی کہ جہاں موسیٰ نے آدم سے ملاقات کی تھی۔

تو اس شیعوہ کی حالت پوچھئے کیا ہوئی ہوگی جو کہ ابوہریرہ کو کذاب و جھوٹا کہتا ہے جیسا کہ صحابہ اور ان کے راس و رئیس عمر ابن خطاب ابوہریرہ کو جھٹلا چکے ہیں۔ ہمیں سے ایک محقق حدیث میں وارد غلط و محال اور کفریات باتوں نیز تناقضات سے واقف ہو جاتا ہے لیکن اس کے باوجود ان روایات کو صحیح کہا جاتا ہے اور انہیں تقدس کا جامہ پہنایا جاتا ہے۔

یہ سب کچھ تنقید و جرح کے ممنوع ہونے اور ہلاکت و تباہی کے خوف سے ہوتا تھا۔ یہی نہیں بلکہ اس شخص کو بھی قتل کر دیا جاتا تھا جو حقیقت تک پہنچنے کے لئے کسی لفظ کے معنی کو پوچھ لیتا تھا اس کے بعد کوئی بھی کچھ نہیں کہہ سکتا تھا۔

اور پھر انہوں نے لوگوں کو یہ بات باور کرا دی تھی کہ جو شخص ابوہریرہ یا کسی عام صحابی کی حدیث پر اعتراض کرتا ہے تو گویا وہ رسول کی حدیث پر اعتراض کرتا ہے دراصل اس سے انہوں نے ان جعلی حدیثوں کا حصار بنادیا تھا جو کہ وفات نبی کے بعد صحابہ نے گھڑی تھیں اور یہ وہ مسلمات میں شمار ہونے لگیں۔



میں اپنے بعض علماء سے اس موضوع پر بہت بحث کرتا تھا کہ صحابہ خود بھی اپنے کو انما مقدس نہیں سمجھتے تھے بلکہ وہ ایک دوسرے کی حدیث کو مشکوک سمجھتے تھے خصوصاً جب کسی کی نقل کردہ حدیث قرآن کے مخالف ہوتی تھی چنانچہ عمر ابن خطاب نے ابو ہریرہ کو درے مارے اور حدیث نقل کرنے سے منع کیا اور اس پر عبوط کی تہمت لگائی، لیکن وہ علماء ہمیشہ مجھے یہ جواب دیتے تھے کہ صحابہ کو ایک دوسرے پر اعتراض کرنے کا حق ہے لیکن ہم صحابہ کے ہم پلہ نہیں ہیں کہ ان کے اوپر اعتراض و تنقید کر دے نہیں کہتا ہوں۔ اللہ کے بندو! انھوں نے ایک دوسرے سے جنگ کی ایک نے دوسرے کو کافر کہا اور بعض نے بعض کو قتل کیا؟!

وہ کہتے ہیں: وہ (صحابہ) سب مجتہد تھے پس ان میں سے جس کا اجتہاد صحیح تھا اسکو دواجر اور جس کا اجتہاد غلط تھا اسے اجر ملیگا اور ہمیں ان کے حالات کی تحقیق کا حق نہیں ہے۔

انھیں یہ عقیدہ ان کے آباؤ اجداد اور سلف سے خلف کو میراث میں ملا ہے۔ پس یہ بغیر سوچے سمجھے طوطے کی طرح وہی رٹتے ہیں جو انھیں رٹا دیا گیا ہے۔

اور جب ان کے امام غزالی کا خود ہی نظریہ ہے اور انھوں نے لوگوں کے درمیان اسی کو رواج دیا ہے تو حجت لا اسلام والسلمین بن گئے وہ اپنی کتاب "المستغنی" میں لکھتے ہیں، اور جن چیز پر سلف اور خلف جمہور ہیں وہ یہ ہے کہ صحابہ کی عدالت ثابت ہے، خدا عزوجل نے انھیں عادل قرار دیا ہے اور اپنی کتاب میں انکی مدرج کی اور ان (صحابہ) کے بارے میں ہی ہمارا اعتقاد ہے۔

مجھے غزالی اور عام اہل سنت والجماعت کے اس استدلال پر تعجب ہے جو کہ وہ قرآن کے ذریعہ صحابہ کی عدالت پر کرتے ہیں جبکہ قرآن میں ایک آیت بھی ایسی نہیں ہے جو صحابہ کی عدالت پر دلالت کرتی ہو بلکہ اس کے برعکس قرآن میں ایسی بہت سی آیات ہیں جو کہ صحابہ کی عدالت کی نفی کرتی ہیں اور ان کی حقیقتوں سے پردہ ہٹاتی ہیں اور ان کے نفاق کا انکشاف کرتی ہیں۔

میں نے اپنی کتاب "فاصلو اہل الذکر" میں اس موضوع سے متعلق پوری ایک فصل معین کی ہے۔ تفصیل کے شائق مذکورہ کتاب کا مطالعہ فرمائیں۔ تاکہ انھیں صحابہ کے سلسلہ میں خدا اور رسولؐ کے اقوال کا علم بھی ہو جائے تاکہ محقق کو یہ معلوم ہو جائے کہ صحابہ نے اپنی اس عظمت و منزلت کا کبھی خوب بھی نہیں دیکھا ہو گا جو کہ بعد میں اہل سنت والجماعت نے ایجاد کی ہے۔ محقق پر واجب



ہے کہ وہ حدیث و تواتر کی کتابوں کا مطالعہ کر لے جو کہ صحابہ کے بڑے افعال سے بھری ہوئی ہیں اور بعض کو کافر قرار دے رہی ہیں اور تعجب تو اس بات پر ہے کہ ان میں سے بعض اپنے منافق ہونے کے بارے میں شک کرتے تھے۔

چنانچہ بخاری نے اپنی صحیح میں روایت کی ہے کہ ابن ملیکہ نے تین اصحاب نبی سے ملاقات کی اور انہوں کو اپنے منافق ہونے کا ڈر تھا اور کسی کو یہ دعویٰ نہیں کہ وہ جبریل کے ایمان پر قائم ہے۔ (صحیح بخاری جلد ۱ ص ۷۷)

خود غزالی نے اپنی کتاب میں تحریر کیا ہے کہ عمر ابن خطاب حذیفہ ابن یمان کو چھاکرتے تھے کہ رسولؐ نے جو تمہیں منافقین کے نام بتائے ہیں ان میں میرا نام تو شامل نہیں ہے۔ (احیاء علوم الدین۔ غزالی جلد ۱ ص ۱۲۹، کنز العمال جلد ۷ ص ۲۲۰)

کسی کہنے والے کے اس قول کا کوئی اعتبار نہیں ہے کہ منافقین کا صحابہ سے کوئی تعلق نہیں تھا بلکہ ان کا الگ گروہ تھا جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ اہل سنت والجماعت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ہر شخص جس کا رسولؐ پر ایمان اور اس نے آپؐ کو دیکھا ہو وہ صحابی ہے چاہے وہ آپؐ کی مجلس میں نہ بیٹھا ہو ان کے اس قول میں کہ جو رسولؐ پر ایمان رکھتا تھا، منصف ہے کیونکہ جو نبیؐ کی صحبت میں رہتے تھے وہ کلمہ شہادتیں پڑھ لیتے تھے اور نبیؐ بھی ان کے ظاہری اسلام کو قبول فرماتے تھے چنانچہ آپؐ ہی کا ارشاد ہے، مجھے ظاہر پر حکم لگانے کا حکم دیا گیا ہے اور باطنی چیزوں کی ذمہ داری خدا پر ہے آپؐ نے اپنی حیات میں کسی صحابی سے بھی یہ نہیں کہا کہ تم منافق ہو۔ لہذا تمہارا اسلام قابل قبول نہیں ہے! ہم تو نبیؐ کو منافقین کو بھی اپنے صحابی فرماتے ہوئے دیکھتے ہیں جبکہ آپؐ ان کے نفاق سے واقف تھے بطور دلیل ملاحظہ فرمائیں۔

بخاری نے روایت کی ہے کہ عمر ابن خطاب نے رسولؐ سے عبداللہ ابن ابی منافق کی گردن مار دینے کی اجازت طلب کی تو آپؐ نے فرمایا جانے دو تاکہ لوگ یہ نہ کہیں کہ محمدؐ تو اپنے اصحاب ہی کو قتل کر رہے ہیں۔ (صحیح بخاری جلد ۶ ص ۶۵، کتاب الغفائل القرآن سورۃ منافقین تاریخ ابن عساکر ۴)

اہل سنت والجماعت کے بعض علماء ہمیں یہ بات باور کرانا چاہتے ہیں کہ منافقین تو مشہور تھے تو ہم ان کے صحابہ میں نہ ملائیں یہ محال بات ہے جسے قبول کرنے کی کوئی سبیل نہیں ہے بلکہ منافقین صحابہ ہی کے درمیان

موجود تھے کہ جنگے باطن کو خدا ہی جانتا ہے۔ اگرچہ وہ نماز پڑھتے تھے روزہ رکھتے تھے، خدا کی عبادت کرتے تھے اور ہر طرح نبیؐ کا تقرب ڈھونڈتے تھے۔ بطور دلیل ملاحظہ فرمائیں۔

بخاری اپنی صحیح میں روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ عمر ابن خطابؓ نے رسولؐ سے اس وقت ذی خویمرہ کی گردن مار دینے کی اجازت مانگی جب اس نے نبیؐ سے کہا تھا کہ عدل سے کام لیجئے! لیکن نبیؐ نے عمرؓ سے فرمایا: جلنے دو اس کے اور بہت سے ساتھی ہیں جو کہ نماز پڑھتے ہیں روزہ رکھتے ہیں اور قرآن پڑھتے ہیں لیکن ان کے حلق سے نہیں اُترتا اور دین سے ایسے نکل جاتے ہیں جیسے کان سے نیر نکل جاتا ہے۔ (صحیح بخاری جلد ۴ ص ۱۷۹)

میری اس بات میں مبالغہ نہیں ہے کہ اکثر صحابہ منافق تھے جیسا کہ کتاب خدا کی متعدد آیات اور رسولؐ کی متعدد حدیثوں سے یہ بات ثابت ہے۔ خداوند عالم کا ارشاد ہے:

(رسولؐ) تو ان (صحابہ) کے پاس حق بات لے کر آیا ہے لیکن ان میں سے اکثر حق بات سے نفرت کرتے ہیں۔ (مومنون/۷۰)

نیز ارشاد ہے۔

عرب کے گنوار کفر و نفاق میں بڑے سخت ہیں۔ (توبہ/۹۷)

دوسری آیت میں ہے:

اہل مدینہ میں سے بعض نفاق پراڑ گئے ہیں آپؐ انہیں نہیں جانتے۔ (توبہ/۱۰۶)

پھر ارشاد فرماتا ہے:

مسلمانو! تمہارے پاس جو یہ گنوار بیٹھے ہیں ان میں سے بعض منافق ہیں۔ (توبہ/۱۱)

مناسب ہے کہ اس بات کی طرف اشارہ کر دیا جائے کہ اہل سنت والجماعت کے بعض علما حقائق کی پردہ پوشی کی کوشش کرتے ہیں چنانچہ وہ آیت میں وارد لفظ اعراب یعنی وہ گنوار کے وہ تفسیر کرتے ہیں کہ صحابہ سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ وہ جزیرہ نما عرب کے اطراف میں بسنے والے صحرائیں ہیں۔



لیکن عمر ابن خطاب کو مرتے وقت وصیت کرتے دیکھتے ہیں وہ اپنے بعد والے طیف سے کہتے ہیں، میں اسے وصیت کرتا ہوں کہ وہ عرب کے گنوار دیہاتیوں کے ساتھ نیکی سے پیش آئے کیوں کہ وہی اصل عرب اور اسلام کا مادہ ہیں۔ (صحیح بخاری جلد ۴ ص ۲۶)۔

پس جب اہل عرب اور مادہ اسلام ہی کفر و نفاق پر اڑے ہوئے ہیں اور اسی قابل ہیں کہ جو کتابِ خدا نے اپنے رسولؐ پر نازل کر ہے اس کے احکام نہ جانیں اور خدا تو جاننے والا اور حکمت والا ہے۔ تو پھر اہل سنت والجماعت کی اس بات کا کوئی وزن نہیں رہ جاتا کہ تمام صحابہ عادل ہیں۔

وضاحت: قاری پر یہ ثابت ہو جائے کہ عام صحابہ ہی اعراب گنوار دیہاتی تھے جیسا اعراب کے کفر و نفاق کے ذکر کے بعد کہ قرآن مجید میں نازل ہوا ہے،

”اور کچھ دیہاتی تو ایسے بھی ہیں جو خدا اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں اور جو کچھ خسرِ چ کرتے ہیں بے فکر بارگاہ میں نزدیکی اور رسولؐ کی دعاؤں کا ذریعہ سمجھتے ہیں آگاہ ہو جاؤ واقعی یہ ضرور ان کے تقرب کا ذریعہ ہے خدا انہیں بہت جلدی اپنی رحمت میں داخل کرے گا بے شک خدا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ (توبہ / ۹۹)

رسولؐ کا ارشاد ہے:

میرے صحابی کو جہنم میں ڈالا جائے گا تو میں عرض کروں گا: پروردگار یہ میرا صحابی ہے جواب آئے گا، تم نہیں جانتے انہوں نے تمہارے بعد کیا بدعتیں کی ہیں۔ میں عرض کروں گا: جس نے میرے بعد بدعت کی خدا اسے عارت کرے، میں ان (مکالم) میں سے کسی کو مخلص نہیں دیکھتا ہوں یہ چوہا یوں کی طرح ہیں۔ (صحیح بخاری جلد ۷ ص ۲۰۹ باب المومن)

اور بہت سی احادیث ہیں جنہیں اختصار کے پیش نظر ہم نے نظر انداز کر دیا ہے حقیقت



اس سے ہمارا مقصد صحابہ کی زندگی کی تحقیق نہیں ہے کہ جس سے ان کی عدالت پر اعتراض کیا جائے اس سلسلہ میں تاریخ کافی ہے۔

تاریخ بتاتی ہے کہ ان (صحابہ) میں سے بعض زنا کار، بعض شراب خور، بعض مرتد اور بعض اُمت کے خیانت کار اور نیکو کاروں کے حق میں ظالم تھے، لیکن ہم اس بات کو واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ کل صحابہ کی عدالت والا مقولہ بے عقلی کی بات ہے جس کو اہل سنت و الجماعت نے اپنے ان بزرگ اور سردار صحابہ کی پردہ پوشی کے لئے ایجاد کیا ہے کہ جنہوں نے دین میں بدعتیں ایجاد کیں اور اس کے احکام کو بدل ڈالا۔

ایک مرتبہ پھر ہم پر یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اہل سنت و الجماعت نے جو اپنی گردن میں تمام صحابہ کی عدالت کا قلاوہ ڈالا ہے اس سے ان کی حقیقی صورت سامنے آگئی ہے آگاہ ہو جاؤ وہ ہے منافقین کی محبت اور ان کی اس بدعتوں کی اقتداء جو کہ انہوں نے لوگوں کو جاہلیت کی طرف بلانے کے لئے تراشی تھیں۔

اس کے ساتھ اہل سنت و الجماعت نے ان (منافقین) کے اتباع میں صحابہ پر تنقید کرنے کو اپنے اوپر حرام کر لیا ہے اور اپنے اوپر دروازہ اجتہاد بند کر لیا ہے اور یہ کوئی نئی بات نہیں ہے بلکہ خلفائے بنی اُمیہ اور مذہب کی ایجاد کے وقت سے چلی آرہی ہے۔ ان کے پیروکاروں کو یہ عقیدہ میراث میں ملا اور وہ اپنے بیٹوں کے لئے بطور میراث چھوڑ گئے جس کا سلسلہ نسلاً بعد نسل چلا آ رہا ہے۔ اس طرح اہل سنت و الجماعت صحابہ کے سلسلہ میں آج تک تحقیق کو منہ بند کرتے چلے آ رہے ہیں۔ اور سب کو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اور جو شخص صحابہ میں سے کسی پر تنقید کرتا ہے اسے کافر کہتے ہیں۔

بحث کا خلاصہ:

اہل بیت کا اتباع کرنے والے مشیعہ صحابہ کو وہی حیثیت و عظمت دیتے ہیں جس کے وہ مستحق ہیں وہ منافقین صحابہ کو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ اور دشمنانِ خدا اور رسول اور منافقین و منافقین سے برأت کا اظہار کرتے ہیں اور اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ وہ حقیقی

اہل سنت ہیں۔ اس لئے وہ صحابہ میں سے ان سے محبت کرتے ہیں کہ جن کو خدا و رسول دوست رکھتے ہیں۔ اور خدا و رسول کے ان دشمنوں سے برائت کرتے ہیں کہ جنہوں نے مسلمانوں کی اکثریت کو گمراہ کیا ہے۔

## عام صحابہ کی سنت

اس بات پر بہت سی دلیلیں موجود ہیں کہ اہل سنت والجماعت عام صحابہ کی سنت کی اقتداء کرتے ہیں۔

اور اس پر ایک جھوٹی حدیث سے حجت قائم کرتے ہیں اس موضوع پر ہم مع الصلوٰۃ میں سیر حاصل بحث کر چکے ہیں۔ وہ حدیث یہ ہے:

اصحابی کالتجور ما یتھم اقتدیتم اھتدیتم  
میرے صحابہ کی مثال ستاروں کی سی ہے جس کی بھی تم اقتداء کرو  
گے ہدایت پا جاؤ گے۔

ابن قیم جوزیہ نے اس حدیث سے صحابی کی لئے کی حجت پر حجت قائم کی ہے (اعلام المرعین ج ۲ ص ۱۲۲)

شیخ ابوزہرہ نے بھی اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے چنانچہ وہ کہتے ہیں۔

یقیناً ہم نے تمام فقہائے اہل سنت کو صحابہ کے فتوؤں پر عمل پیرا پایا ہے پھر دوسرے پیراگراف میں تحریر فرماتے ہیں۔

جہور کا مسلک یہ ہے کہ وہ صحابہ کے اقوال اور فتوؤں کو حجت سمجھتے ہیں جبکہ شیوخ کا مسلک اس کے برخلاف ہے۔ ابن قیم جوزیہ جعیالیس وجوہ سے جہور تاہد کرتا ہے اور وہ سب قوی ہیں۔ (یہ شیخ ابوزہرہ کا دوسرا اعتراف ہے جو ہمارے اس قول کی تاکید کرتا ہے شیخ شریعت الہی میں کتاب خدا اور سنت رسول کے سوا کسی اور کو داخل نہیں کرتے)

شیخ ابوزہرہ سے ہم یہ سوال کرتے ہیں کہ وہ چیز کیسے قوی حجت بن سکتی ہے جو کتاب

خدا اور سنت رسول کے مخالف ہوتی ہے؟



ابن قیم نے جتنی بھی دیلیس پیش کی ہیں وہ بیت عنکوت کی طرح گمراہ اور رکیک ہیں اور پھر موصوف نے تو خود ہی انہیں یہ کہہ کر باطل کر دیا ہے۔

لیکن شوکانی کہتے ہیں: صحابہ کا قول محبت نہیں ہے کیوں کہ خدا نے اس اُمت میں ہمارے نبی محمد کے علاوہ کسی کو مبعوث نہیں کیا ہے۔ اور صحابہ اور ان کے بعد والے اس نبی کی شریعت کے اتباع کے سلسلہ میں مساوی طور پر مکلف ہیں یعنی کتاب و سنت میں جو کچھ ہے اس کا اُتلا اور اس پر عمل کرنا سب کے لئے واجب ہے۔ پس جو شخص دین خدا میں کتاب خدا اور سنت رسول کے علاوہ کسی اور چیز کو محبت تسلیم کرتا ہے تو وہ دین خدا کے بارے میں ایسی بات کہتا ہے جو کہ ثابت نہیں ہے بلکہ یہ شرعی طور پر ثابت ہے کہ خدا نے ایسی باتوں کا حکم نہیں دیا ہے۔ (کتاب شیخ ابو زہرہ ص ۱۰۲)

قابلِ سلام ہیں شوکانی کہ جنہوں نے حق کہا اور صداقت سے کام لیا اور اپنے مذہب سے متاثر نہیں ہوئے ان کا قول ائمہ اہل ہمارے قول کے موافق ہے اگر ان کے اعمال ان کے اقوال کے مطابق ہوں گے تو خدا ان سے راضی ہوگا اور انہوں نے خدا کو راضی کر لیا ہوگا۔

## صحابہ کو عادل ماننا سنت کی صریح مخالفت ہے

صحابہ کے سلسلہ میں نبی کے اقوال و افعال پر نظر ڈالئے تو معلوم ہوگا کہ آپ نے ہر حق دار کو اس کا حق دیا ہے، آپ خدا کے لئے غضب ناک ہوتے تھے اور اس کی رضا و مناسبت سے پس جو صحابی بھی حکیم خدا کی مخالفت کرتا تھا نبی اس سے برأت کا اظہار کرتے تھے جیسا کہ آپ نے بنی خدیجہ کے قتل کے سلسلہ میں خالد ابن ولید سے برأت کی تھی اور اسامہ پر اس وقت غضب ناک ہوئے تھے جب وہ اس عورت کی سفارش کرنے آئے تھے جس نے چوری کی تھی اور فرمایا تھا، تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم خدا کے حدود کے سلسلہ میں سفارش کرتے ہو؟ قسم خدا کی اگر محمد کی بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ کاٹ دیتا تم سے پہلے لوگ صرف اس لئے ہلاک ہوئے کہ جب کوئی شریف چوری کرتا تھا تو وہ چھوڑ دیئے جاتے تھے اور جب کوئی شریر چوری کرتا تھا تو اس پر حد جاری کرتے تھے۔



کبھی بعض مخلص صحابہ کو شاباش و مرحبا بھی کہتے اور ان کے لئے دعا و استغفار کرتے تھے اسی طرح اپنے حکم کی نافرمانی کرنے والوں اور انھیں اہمیت نہ دینے پر لعنت بھی کرتے تھے جیسا کہ آپؐ نے فرمایا تھا۔ خدا اس پر لعنت کرے جو اسامہ کے لشکر میں شرکت نہ کرے اس کی وجہ یہ تھی کہ صحابہ نے نبیؐ پر اس لئے اعتراض کیا تھا کہ آپؐ نے کم سن اسامہ کو لشکر کا امیر بنا دیا تھا۔

اسی طرح ہم رسولؐ کو لوگوں کے سامنے بعض صحابہ کی حق پوشی اور ان کے نفاق کو واضح طور پر بیان کرتے دیکھتے ہیں۔ چنانچہ ایک منافق کے بارے میں فرماتے ہیں۔

اس کے دوست ہیں جو تم میں سے ہر ایک کی نماز کو اپنی نماز کے سامنے کچھ نہیں سمجھتے اور نہ ہی اپنے روزوں کے مقابل تمہارے روزوں کو کچھ سمجھتے ہیں، قرآن پڑھتے ہیں لیکن ان کے حلق سے نیچے نہیں اُترتا (یعنی اہمیت نہیں دیتے) دین سے ایسے نکل جاتے ہیں جیسے تیرکمان سے نکل جاتا ہے۔ کبھی آپؐ اس صحابی پر نماز نہیں پڑھتے ہیں جو کہ جنگِ خیبر میں مسلمانوں کے لشکر میں شامل تھا اور اس کی حقیقت کا انکشاف کرتے ہیں اور فرماتے ہیں اس نے دینِ خدا میں خیانت کی ہے اور جب اس (صحابی) کے سامان کی تلاشی لی گئی تو اس میں یہودیوں کی مالا ملی۔

مازودی لکھتے ہیں کہ جنگِ تبوک میں نبیؐ کو پیاس لگی تو منافقوں نے ہما محمدؐ آسمان کی خبر مانا ہے لیکن یہ نہیں جانتا پانی کہاں ہے۔ پس جبریل نازل ہوئے اور آپؐ کو ان کے نام بتا دیئے۔ اور نبیؐ نے وہ اسماء سعد بن عبادہ کو بتائے تو سعد نے کہا اگر آپؐ کی رضا ہو تو میں ان کی گردن اڑا دوں؟ آپؐ نے فرمایا: (رہنے دو) لوگ کہیں گے کہ محمدؐ اپنے اصحاب کو قتل کرتے ہیں۔ لہذا جو ہمارے ساتھ نشست و برخاست رکھتا ہے اس سے حسن (صحبت) سلوک سے پیش آئیں گے۔ (لوگ یہ نہ کہیں کہ محمدؐ اپنے اصحاب کو قتل کرتے ہیں لیکن ہم اس کے ساتھ حسن (صحبت) سلوک رکھتے ہیں۔ یہ اس بات پر واضح دلیل ہے کہ صحابہ میں منافقین بھی تھے پس اہل سنت والجماعت کا یہ قول کہ منافقین صحابہ میں نہیں تھے قابلِ قبول نہیں ہے کیونکہ رسولؐ نے خود منافقین کو بھی اپنے اصحاب میں شمار کیا ہے۔)

اور صحابہ کے حق میں جس چیز کی طرف قرآن مجید نے اشارہ کیا ہے رسولؐ نے اسی کو اختیار کیا۔ خلافت و مادیات میں صحابہ سے راضی ہے۔ اور منافقین و مرتد اور ناکشمر برعکس ناک ہے اور

متعدّد آیتوں میں ان پر لعنت کی ہے اس موضوع سے متعلق ہم اپنی کتاب "فاصلوا بیل الذکر" کی فصل قرآن بعض صحابہ کی حقیقت کا انکشاف کرتا ہے "میں سیر حاصل بحث کر چکے ہیں شائقین مذکور کتاب کا مطالعہ فرمائیں۔"

ہمارے لئے بعض منافق صحابہ کے اعمال سے متعلق وہ ایک مثال کافی ہے جس کے ذریعہ خدا نے ان کے اعمال سے پردہ ہٹایا اور انھیں رسوا کیا یہ بارہ اشخاص تھے جو اس بہانہ سے کہ ہمارے مکانات دور ہیں نبیؐ کے ساتھ نماز میں شریک نہیں ہو سکتے، مسجد مزار بنالی تھی، کیا اس سے زیادہ بھی خلوص ملے گا؟ کہ لوگ فریضہ نماز کو جماعت سے ادا کرنے کے لئے بجاری رقم خرچ کر کے مسجد بناتے ہیں؟

لیکن خداوندِ عالم ہر زمین و آسمان کی کوئی چیز مخفی نہیں ہے وہ آنکھوں کی خیانت اور دلوں میں چھپے ہوئے رازوں سے واقف ہے، ان کے بھیدوں کو جانتا ہے اور جو کچھ ان کے دلوں میں پوشیدہ ہے اس سے بھی باخبر ہے۔ پس اس نے اپنے رسولؐ کو ان کی سازش اور نفاق سے اس طرح مطلع کیا:

اور جن لوگوں نے مسجد مزار بنائی تاکہ اس کے ذریعہ اسلام کو نقصان پہنچائیں اور کفر کو مضبوط بنائیں اور مومنین کے درمیان اختلاف پیدا کریں اور خدا اور رسولؐ سے جنگ کرنے والے کے لئے پہلے سے پناہ گاہ بنا رکھیں وہ منافق ہیں جبکہ وہ قسم کھاتے ہیں کہ ہم نے تو نیکی کے لئے مسجد بنائی ہے۔ اور خدا گواہی دیتا ہے کہ یہ سب جھوٹے ہیں۔ (توبہ/۱۰۷)۔

اور جس طرح خدا حق بیان کرنے میں شرم نہیں کرتا ہے۔ اسی طرح اس کا رسولؐ بھی واضح غفلتوں میں اپنے صحابہ سے فرماتا تھا کہ تم دنیا حاصل کرنے کے لئے آپس میں لڑو مروجہ اور تم عنقریب یہود و نصاریٰ کی پیروی کرو گے اور وہ یہودی کرو گے جو وہ کر گزرے ہیں اور میرے بعد کافر و مرتد ہو جاؤ گے اور قیامت کے دن جہنم میں داخل ہو گے اور تم میں سے بہت کم نجات پائیں گے جیسا کہ نبیؐ نے جو پایوں سے تعبیر کیا ہے.....



پس ان تمام باتوں کے باوجود اہل سنت والجماعت ہمیں اس بات سے مطمئن کر چکی ہیں کہ  
کیوں کرتے ہیں کہ تمام صحابہ عادل ہیں اور وہ سب جتنی ہیں اور ان کے احکام ہم پر لازم ہیں ان کی  
رائے اور بدعت کا اتباع واجب ہے اور ان میں سے کسی ایک پر بھی اعتراض کرنے سے دین  
سے خارج ہونے کا سبب ہے؟؟

اس بات کو دہرانے بھی قبول نہیں کریں گے چہ جائیکہ عقل مند حضرات یہ لغو و مہمل  
بات ہے جو کہ امراء و مسلمانین اور ان کی بارگاہ میں رہنے والے چاہلوں علمائے گھڑی  
ہیں ہم تو ہرگز اس بات کو قبول نہیں کر سکتے۔ کیونکہ خدا اور رسولؐ کے قول کو رد کرنا ہے اور جو  
خدا اور رسولؐ کے قول کو رد کرتا ہے وہ کافر ہے اور پھر یہ بات عقل و وجدان کے خلاف ہے۔  
اور ہم اہل سنت والجماعت پر بھی یہ لازم قرار نہیں دیتے کہ وہ اپنے اس نظریہ  
سے ہٹ جائیں یا اس کا انکار کریں، وہ اپنے عقیدے میں آزاد ہیں۔ (ہاں) اس کے  
بھیانک نتائج کے ذمہ دار بھی وہ خود ہیں ان ہی سے اس کی باز پرس ہوگی۔

لیکن اہل سنت بھی اس شخص کو کافر قرار نہ دیں جو کہ صحابہ کی عدالت کے سلسلہ  
میں قرآن و سنت کا اتباع کرتا ہے۔ ان میں (صحابہ) سے اچھائی کرنے والے کو اچھا اور بُرائی  
کرنے والے کو بُرا کہتا ہے اور ان میں (صحابہ) سے خدا اور رسولؐ کے ادویا سے محبت رکھتا ہے  
اور خدا اور رسولؐ کے دشمن سے بیزار ہے۔

اور اس سے یہ بات بھی عیاں ہو جاتی ہے کہ اہل سنت والجماعت قرآن و سنت کی مخالفت  
کرتے ہیں اور اس چیز پر عمل کرتے ہیں جو کہ حکومت بنی امیہ و بنی عباس نے ان پر تصویب دی ہے  
اور موازین عقلی و شرعی کو دیوار پر دے مارا ہے۔

محبوب بات تو یہ ہے کہ جب آپ اہل سنت والجماعت کے کسی عالم سے یہ کہیں گے کہ  
جب آپ حضرات صحابہ پر سب و شتم کرنے والے کو کافر کہتے ہیں تو معلوم ہے اور ان صحابہ کو کیوں  
کافر قرار نہیں دیتے جنہوں نے منبروں سے علیؑ پر لعنت کی ہے؟ تو وہ یقیناً وہی جواب دیں گے  
جو کہ مشہور ہے۔

وہ ایک قوم تھی جو گزر گئی انہیں ان کے کئے کا پھل

ملے گا اور تمہیں تمہارے کئے کا پھل ملے گا تم سے ان کے

اعمال کے متعلق نہیں پوچھا جائے گا۔ (بقرہ/۱۲۴)

حقیقت تو یہ ہے کہ چوٹی کے صحابہ اور اموی و عباسی حکام نے اسی بات کو رواج

دیا کہ ابو بکر و عمر اور عثمان کی سنت دین ہے۔ اسی پر عمل کیا اور اسی کے دائرہ میں محدود رہے۔

اور جب خلفائے ثلاثہ نے سنت رسول پر پابندی لگادی جیسا کہ گذشتہ صفحات میں ہم عرض

کر چکے ہیں تو پھر ان ہی لوگوں کی بنائی ہوئی سنت تھی۔ جس پر عمل ہوتا تھا وہی احکام لائق

اتباع ہوتے تھے جن کا وہ حکم دیتے تھے۔

ڈاکٹر محمد تیسجانی سہاوی



یا صاحب الزمان ادر کنی

خدمتگارانِ مکتبِ اہلبیت (ع)

سید حسن علی نقوی

حسان ضیاء خان

سعد شمیم

حافظ محمد علی جعفری

﴿التماس سورة الفاتحة﴾

سیدہ فاطمہ رضوی بنت سید حسن رضوی

سید ابوزر شہرت بلگرامی ابن سید رضوی

سید مظاہر حسین نقوی ابن سید محمد نقوی

سید محمد نقوی ابن سید ظہیر الحسن نقوی

سید الطاف حسین ابن سید محمد علی نقوی

سیدہ ام حبیبہ بیگم

حاجی شیخ علیم الدین

شمشاد علی شیخ

مسح الدین خان

فاطمہ خاتون

شمس الدین خان

Hassan  
naqviz@live.com